بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

گذشتہ اکتوبر کی دو تاریخ کو گاندھی جی کی پیدائش پر ایک صدی بیت گئی۔ اس تقریب کو ملک کے اندر اور باہر جگہ جگہ بڑے اہتمام و انتظام کے ساتھ منایا جا رہا ہے اور اس میں شبہ نہیں کہ گاندھی جی واقعی اس کے مستحق ہیں۔ وہ اپنے فکر و نظر، عقیدہ و عمل اور کردار کے اعتبار سے عصر حاضر کے عظیم انسان تھے۔ انھوں نے ہندوستان کی تحریک آزادی کی قیادت جس اعلیٰ ظرف روشن دماغی اور ناقابل شکست عزم و ارادہ کے ساتھ کی۔ اور اسے آخر کامیابی کے ساتھ منزل مقصود تک پہنچا کے دم لیا وہ اس زمانہ کی سیاست کا معجزہ ہے۔ وہ انسانی مساوات، عدل انصاف اور سب سے بڑھ کر سچائی یعنی ایمانداری اور ظاہر و باطن کی مکمل مطابقت اور قول و فعل کی ہم آہنگی کے علمبردار اور مبلغ تھے۔ ان کی تمام تحریروں و تقریروں کا حاصل اور لب لباب یہی چیزیں ہوتی تھیں۔ وہ احتساب نفس اور اطمینانِ ضمیر پر بھی بہت زور دیتے تھے۔ اور اس حیثیت میں تو ان کا کوئی جواب ہی نہیں تھا کہ انھوں نے سیاست جیسی چیز جس میں اچھا برا اور جائز ناجائز کی کوئی تمیز نہیں ہوتی اس کو بھی مذہب اور اخلاق کے تابع کر دیا تھا۔

لیکن وہ لوگ جو گاندھی جی کے نام لیوا ہیں اور اٹھتے بیٹھتے ان کا اور ان کے آدرشوں کا ذکر کرتے ہیں۔ آج انہیں اپنے گریبان میں منھ ڈال کر جواب دینا چاہیے کہ کیا انہیں گاندھی جینتی کی اس تقریب کو منانا تو درکنار انھیں گاندھی جی کا نام لینے کا بھی حق ہے؟ آج کا ہندوستان امن و امان کے فقدان، لاقانونیت، شدید خود غرضی اور مطلب پرستی، حد درجہ تنگ نظری اور فرقہ پرستی، عام بددیانتی اور بداخلاقی ایسے مہلک امراض کا شکار ہے اور اس بنا پر گاندھی جی نے اپنی آئیڈیولوجی کے مطابق جس ملک کو جنت نشان بنانا چاہا تھا وہ جہنم زار بنا ہوا ہے مگر آج گاندھی جی زندہ ہوتے تو اس صدمے کو برداشت نہیں کر سکتے تھے اور مرن برت رکھ کر جان دے دیتے۔